خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

سوموار 20 ستمبر 2021ء | 12 صفر 1443 ہجری قمری | 20 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:223

ارشادِ باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۟ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۶﴾

(النسآء: 136)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

عدل کرنے والوں کے لیے عظیم اجر

حضرت زہیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انصاف کرنے والے خدائے رحمٰن کے داہنے ہاتھ نور کے منبروں پر ہوں گے۔ اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ لوگ اپنے فیصلے اور اپنے اہل و عیال میں اور جس کے بھی وہ نگران بنائے جاتے ہیں عدل کرتے ہیں۔

(مسلم، کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ ...)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے بدن کے ہر جوڑ پر اس دن تک کا صدقہ واجب ہے جب تک کہ سورج طلوع ہوتا رہے۔ بعد عضو کے لئے صدقے دینا چاہئے۔ اور لوگوں میں عدل سے فیصلے کرنا بھی صدقہ ہے۔

(بخاری، کتاب الصلح باب فضل الاصلاح بین الناس والعدل بینھم)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

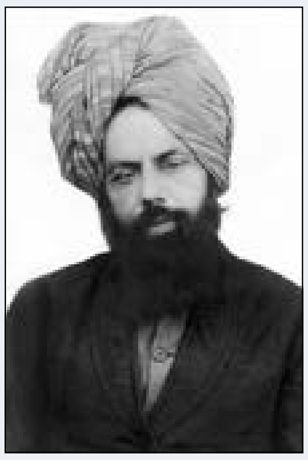

’’اب دورِ مسیح موعود آ گیا ہے۔ اب بہرحال خدا تعالیٰ آسمان سے ایسے اسباب پیدا کر دے گا جیسا کہ زمین ظلم اور ناحق خونریزی سے پُر تھی اب عدل اور امن اور صلح کاری سے پُر ہو جائے گی۔ اور مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصہ لیں۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 19)

’’خدا کا تمہیں یہ حکم ہے کہ تم اس سے اور اس کی خلقت سے عدل کا معاملہ کرو۔ یعنی حق اللہ اور حق العباد بجالاؤ اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو نہ صرف عدل بلکہ احسان کرو یعنی فرائض سے زیادہ اور ایسے اخلاص سے خدا کی بندگی کرو کہ گویا تم اس کو دیکھتے ہو اور حقوق سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مروت وسلوک کرو اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو ایسے بے علت و بے غرض خدا کی عبادت اور خلق اللہ کی خدمت بجالاؤ کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے کرتا ہے۔‘‘

(شحنۂ حق، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 361، 362)

’’غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے ان پر ٹھٹھے کئے جاتے ہیں ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے ان کی شکرگزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 438، 439 ایڈیشن 1988ء)

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پھر نظام جماعت ہے۔ جماعت میں بھی بعض معاملات میں عہدیداران کو فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔ ان کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے ہوں۔ پھر قضاء کا نظام ہے۔ ان کے پاس فیصلے کے لئے معاملات آتے ہیں۔ ان کو بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھنا چاہئے کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے دعا کرکے، گہرائی میں جا کر، ہر چیز کو غور سے دیکھ کر پھر فیصلہ کریں تاکہ کبھی کسی کو شکوہ نہ ہو کہ عدل و انصاف کے فیصلے نہیں ہوتے۔ بعض دفعہ قضا میں صلح وصفائی کی کوشش کے لئے معاملہ لمبا ہو جاتا ہے جس سے کسی فریق کو یہ شکوہ پیدا ہو جاتا ہے کہ قضا فیصلہ نہیں کر رہی۔ ان فریقین کو بھی صبر اور حوصلے سے کام لینا چاہئے۔ بہرحال عہدیداران اور قضا کو انصاف کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے فیصلے کرنا چاہئیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 5 مارچ 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- نصرتِ الٰہی (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

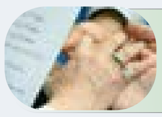

دربارِ خلافت

پاک جماعت کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں شرائط بیعت کے حوالے سے میں نے افرادِ جماعت کو ایک احمدی کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف اقتباسات سے ہی ہر شرط کی وضاحت بیان ہوئی تھی۔ ان شرائط کو پڑھ کر اور آپ علیہ السلام کی کتب اور ملفوظات کو پڑھ کر، سُن کر اور ان پر غور کر کے ہی پتہ چلتا ہے کہ آپ ہمارے اندر اسلام کی حقیقی تعلیم داخل کر کے، ہماری اعتقادی اور عملی اصلاح کر کے ہم میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ عظیم مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا جو آپ کی بعثت کا مقصد تھا، جو زمانے کی اہم ضرورت تھی اور ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔

آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اُس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں۔ مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریا کاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔‘‘

’’اگرچہ ظاہری طور پر ہر انسان سمجھتا ہے کہ یہ بڑے دیندار ہیں لیکن عُجب اور ریا اور باریک باریک معاصی میں مبتلا ہیں جو کہ عارفانہ خوردبین سے نظر آتے ہیں۔‘‘

فرماتے ہیں کہ: ’’اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لیے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 83۔ ایڈیشن 2003ء)

پس اللہ تعالیٰ نے جو یہ جماعت قائم فرمائی تو وہ اس میں شامل ہونے والوں کو خاص طور پر پاک کرنا چاہتا ہے تا کہ پاک جماعت کا قیام ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں سے ہر ایک سے یہ چاہتے ہیں کہ یہ عارفانہ خوردبین ہم لگائیں۔ اس سے ہم اپنے نفس کو دیکھیں۔ اپنے نفس کا محاسبہ کریں۔ اپنی اعتقادی غلطیوں کی جہاں اصلاح کریں وہاں ہر قسم کی چھوٹی سے چھوٹی عملی غلطیوں کی بھی اصلاح کریں۔ اپنے اعمال کی طرف بھی نظر رکھیں۔ اور یہ عارفانہ خوردبین ہی ہے جو معمولی قسم کی غلطیوں کو بڑا کر کے دکھائے گی کیونکہ خوردبین کا یہی کام ہے کہ باریک سے باریک چیز بھی بڑی کر کے دکھاتی ہے۔

پس اپنے گناہوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی غلطیوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی کمزوریوں کو دیکھنے کے لئے ہمیں وہ خوردبین استعمال کرنی پڑے گی جس سے ہم اپنے نفس کے جائزے لے سکیں۔ اسی سوچ کے ساتھ ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ پس ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کوئی معمولی دعویٰ اور یہ معمولی جماعت نہیں ہے۔ نہ ہی ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ معمولی دعویٰ ہے، نہ یہ جماعت ایک معمولی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے افراد کو پاک کر کے ایک پاک جماعت بنانا چاہتا ہے جس کے لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ ہر احمدی کو یہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ یہ تقویٰ اور طہارت کی زندگی کے نمونے ہی ہیں جو وہ انقلابی تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں، اور یہ انقلابی تبدیلی ہمارے اعتقاد کی اصلاح اور اعمال کی اصلاح کے ساتھ وابستہ ہے۔ صرف اعتقادی اصلاح فائدہ نہیں دے سکتی جب تک کہ اعمال کی اصلاح بھی ساتھ نہ ہو۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کی فکر نہ ہو۔ کیا عقیدہ ہمارا ہونا چاہئے اور کونسے اعمال ہیں جن کی طرف ہمیں توجہ رکھنی چاہئے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں میں نے پڑھا۔ ہم نے دیکھا کہ معمولی سے معمولی نیکی کی طرف بھی توجہ اور اُس کے بجا لانے کی کوشش کی ضرورت ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

(خطبہ جمعہ 30؍ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نصرتِ الٰہی

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے

جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے

وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے

کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے

غرض رکتے نہیں ہر گز خدا کے کام بندوں سے

بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

(درثمین)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17؍ستمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

☆...جنگِ یرموک پندرہ ہجری یا بعض کے نزدیک فتحِ دمشق سے پیشتر تیرہ ہجری میں لڑی گئی تھی

☆... جب مسلمانوں نے رومیوں کی جنگی تیاری کی خبریں سنیں تو گھبرا گئے...... حضرت عمرؓ نے ایک نہایت پُرتاثیر خط لکھا اور مسلمانوں کو بےجگری و دلیری سے لڑنے اور دشمن کی کثرت سے خوف زدہ نہ ہونے کی تلقین فرمائی

☆...مسلمانوں کی فوج میں تمام عرب سے منتخب لوگ شامل تھے۔جن میں ایک سَو بدری صحابہ اور ایک ہزار وہ بزرگ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک دیکھا تھا

☆...اس جنگ میں رومیوں کے ستّر ہزار یا ایک لاکھ سپاہی مارے گئے۔مسلمانوں کی طرف سے تین ہزار کا نقصان ہوا

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17؍ستمبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمرؓ کے زمانے کے واقعات کا ذکر چل رہا تھا جس میں آج جنگِ یرموک کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ جنگِ یرموک پندرہ ہجری یا بعض کے نزدیک فتحِ دمشق سے پیشتر تیرہ ہجری میں لڑی گئی تھی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمرؓ کو سب سے پہلے جنگِ یرموک میں فتح کی خوش خبری ملی تھی، اس وقت حضرت ابوبکرؓ کی وفات کو بیس دن گزرے تھے جبکہ بعض کے نزدیک سب سے پہلے فتحِ دمشق کی خوش خبری ملی تھی اور شواہد سے یہی بات زیادہ درست لگتی ہے۔ رومی دمشق و حمص سے شکست کھا کر سرحدی شہر انطاکیہ پہنچے جہاں ہرقل نے اپنے ہوشیار اور معزز درباریوں سے رائے طلب کی کہ عرب جو ساز و سامان اور جنگی زور میں تم سے کم ہیں، تم پر غالب کیسے آرہے ہیں۔ تمام مشیروں نے ندامت سے سر جھکا لیے تاہم ایک تجربہ کار، بڈھے نے کہا کہ عرب اخلاق میں ہم سے اچھے ہیں۔ وہ رات کو عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں، کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ قیصر شام سے نکل جانے کا ارادہ کر چکا تھا لیکن عیسائی فریادیوں نے جوق در جوق آ کر اس سے فریاد کی، جس سے قیصر کو بھی غیرت آئی اور اس نے اپنی شہنشاہی کا پورا زور عرب کے مقابلے میں صرف کر دیا۔ قسطنطینیہ، جزیرہ آرمینیا ہر جگہ سے فوجیں انطاکیہ میں امڈ آئیں۔

حضرت ابوعبیدہؓ کو اس تیاری کی خبر ہوئی تو آپؓ نے بڑی پُراثر تقریر کی اور مشاورت طلب کی۔ یزید بن ابی سفیان نے مشورہ دیا کہ عورتوں اور بچوں کو شہر میں چھوڑ کر خود شہر کے باہر لشکر آرا ہوا جائے۔ اس پر شرحبیل بن حسنہ نے کہا کہ شہر والے عیسائی ہیں اس طرح کہیں وہ اندر سے بغاوت ہی نہ کر دیں۔حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ عیسائیوں کو شہر بدر کر دیتے ہیں جس پر شرحبیل نے کہا کہ یوں تو نقضِ عہد ہو گا تو ابوعبیدہؓ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ آخر یہ رائے ٹھہری کہ دمشق پہنچا جائے جہاں خالدؓ بھی موجود ہیں اور عرب کی سرحد بھی قریب ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ کے حکم سے اہلِ شہر کی حفاظت کے لیے وصول کردہ جزیہ یا خراج کی لاکھوں کی رقم انہیں واپس کر دی گئی جس کا عیسائیوں اور یہودیوں پر بڑا اثر ہوا۔

جب حضرت ابوعبیدہؓ نے تمام حالات حضرت عمرؓ کو لکھے تو آپؓ یہ سن کر کہ مسلمان رومیوں کے ڈر سے حمص چلے آئے ہیں نہایت رنجیدہ ہوئے۔ آپؓ نے لکھا کہ مَیں سعید بن عامر کو مدد کے لیے بھیجتا ہوں۔حضرت ابوعبیدہؓ ابھی دمشق پہنچے ہی تھے کہ عمرو بن عاص کی طرف سے اردن کے اضلاع میں بغاوت کی خبر ملی۔ چنانچہ دوسرے ہی دن حضرت ابوعبیدہؓ اردن کی حدود میں یرموک پہنچ گئے۔ یہاں سے پشت پر عرب کی سرحد قریب تھی اور کھلا میدان ہونے کی وجہ سے جنگی ضرورت کے تحت پیچھے ہٹنا آسان تھا۔ جب مسلمانوں نے رومیوں کی جنگی تیاری کی خبریں سنیں تو گھبرا گئے۔ ایسے میں ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو پھر خط لکھا۔حضرت عمرؓ نے تمام انصار و مہاجرین کو جمع کر کے خط سنایا تو تمام صحابہ رو پڑے اور کہا کہ اے امیرالمومنین! ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھائیوں پر جا کر نثار ہو جائیں۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ کو سپہ سالار بننے اور صحابہ کے ساتھ خروج کا مشورہ دیا لیکن اس وقت تک دشمن یرموک سے تین چار منزل کے فاصلے پر رہ گیا تھا اور مدد کا پہنچانا ناممکن تھا۔حضرت عمرؓ نے ایک نہایت پُرتاثیر خط لکھا اور مسلمانوں کو بےجگری و دلیری سے لڑنے اور دشمن کی کثرت سے خوف زدہ نہ ہونے کی تلقین فرمائی۔جس روز قاصد خط لے کر پہنچا حسنِ اتفاق سے اسی روز سعید بن عامر بھی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ پہنچ گئے جس سے مسلمانوں کو بہت تقویت ملی۔

دونوں افواج صف آرا ہوئیں۔ رومیوں کے پاس دو لاکھ سے زیادہ کی جمعیت اور چوبیس صفیں تھیں جن کے آگے مذہبی پیشوا صلیبیں لیے جوش دلاتے تھے۔ ابتدائی مبارزت کے بعد پہلے روز رومیوں نے شکست کھائی۔ اگلے روز رومیوں نے مسلمانوں کو مال وزر کی طمع دلانے کے لیے اپنا قاصد بھیج کر صلح کی گفتگو کرنا چاہی۔جس وقت قاصد پہنچا مسلمان نمازِ مغرب ادا کر رہے تھے۔ قاصد مسلمانوں کی محویت، ادب و وقار اور خضوع کو حیرت و استعجاب سے دیکھتا رہا۔ نماز کے بعد اس نے حضرت ابوعبیدہؓ سے چند سوالات کیے مثلاً کہ تم عیسیٰؑ کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ آپؓ نے سورۂ اٰلِ عمران کی آیت 60 اور سورۂ نساء کی آیات 172 اور 173 کی تلاوت کی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کو حضرت آدمؑ کی پیدائش سے مشابہ قرار دیا ہے اور اہلِ کتاب کو نصیحت فرمائی ہے کہ دین کے معاملے میں غلو سے کام نہ لیں۔ مسیح ہرگز اس امر کو برا نہ منائے گا کہ وہ اللہ کا بندہ متصور ہو۔ یہ آیات سن کر وہ قاصد یہ کہتا ہوا کہ عیسیٰؑ کے یہی اوصاف ہیں اور یقیناً تمہارا رسول سچا ہے مسلمان ہو گیا۔ اگلے روز مسلمانوں کی طرف سے حضرت خالدؓ سفارت کے لیے گئے۔ رومیوں نے اپنے جاہ و جلال سے انہیں مرعوب کرنا چاہا لیکن حضرت خالدؓ نے تحقیر سے ان سب سے اعراض برتا۔ رومیوں کے کمانڈر باہان نے مال و متاع کا لالچ دیا جسے حضرت خالدؓ نے حقارت سے ردّ کر دیا۔

سفارت کے بعد آخری لڑائی کی تیاریاں شروع ہوئیں تو اگلے روز رومی جوش اور سروسامان کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلے۔حضرت خالدؓ نے بھی عرب کے عام قاعدے سے ہٹ کر نئے طور سے فوج آرائی کی۔ اس طرح تیس پینتیس ہزار کی فوج کے چھتیس حصّے کر کے اسے نہایت مہارت اور خوبی سے صف در صف کھڑا کیا۔خطیب فوج کو جوش اور حوصلہ دلا کر ایک نیا ولولہ اور جذبہ پیدا کر رہے تھے۔ مسلمانوں کی فوج میں تمام عرب سے منتخب لوگ شامل تھے۔جن میں ایک سَو بدری صحابہ اور ایک ہزار وہ بزرگ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک دیکھا تھا۔ اس معرکے میں عورتیں بھی شامل تھیں جن میں ابوسفیان کی بیوی ہند بھی تھیں جنہوں نے بڑی دلیری سے لڑتے ہوئے شہادت کا مقام پایا۔

رومیوں کے جوش کا یہ عالَم تھا کہ تیس ہزار آدمیوں نے ثابت قدم رہنے کے لیے پاؤں میں بیڑیاں پہن لی تھیں۔ ہزاروں پادری اور بشپ ہاتھوں میں صلیب لیے حضرت عیسیٰ کی جے پکار رہے تھے۔ دو لاکھ کا ٹڈی دل لشکر آگے بڑھا اور نہایت زور کا حملہ کیا۔مسلمان دیر تک ثابت قدم رہے لیکن پھر مسلمانوں کا میمنہ ٹوٹ گیا۔عورتوں نے مسلمان سپاہیوں کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو انہیں غیرت دلائی۔ جنگ میں یہ شدت تھی کہ ہر طرف ہاتھ بازو کٹ کٹ کر گرتے جاتے تھے لیکن سپاہیوں کے پایۂ ثبات میں لغزش نہ آتی تھی۔

دفعتاً حضرت خالدؓ فوج کی صفیں چیرتے ہوئے آگے نکلے اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں کی صفیں پلٹ ڈالیں اور انہیں دباتے ہوئے سپہ سالار درنجار تک پہنچ گئے۔عکرمہ بن ابی جہل نے عیسائیوں کو للکارا اور چار سَو آدمیوں کی مرنے پر بیعت لے کر آگے بڑھے اور قریباً سب وہیں کٹ کر رہ گئے مگر دشمن کے ہزاروں آدمیوں کو برباد کر گئے۔ عین اسی وقت رومی میمنہ کا سردار ابن قناطیر میسرہ پر حملہ آور ہوا۔میسرہ میں زیادہ سپاہی لخم و غسان قبیلے کے تھے جو مدت سے رومیوں کے باج گزار چلے آرہے تھے اور یوں طبعاً رومیوں سے مرعوب تھے۔ وہ اس حملے کی تاب نہ لا سکے اور پیچھے ہٹے، پیچھے موجود مسلم خواتین آگے بڑھیں اور بڑی پامردی سے عیسائیوں کو آگے آنے سے روک دیا۔ فوج کی صورتِ حال ابتر ہو رہی تھی لیکن افسروں کی شجاعت دیدنی تھی۔لڑائی میں اب تک رومیوں کا پلڑا بھاری تھا کہ اچانک قیس بن ھبیرہ جو میسرہ کی پشت پر متعین تھے عقب سے حملہ آور ہوئے۔ یہ حملہ ایسی شدت کا تھا کہ رومی سنبھل نہ سکے، ان کی تمام صفیں ابتر ہوگئیں اور وہ بڑی تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ مسلمان لشکر نے بےجگری اور جواں مردی سے کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ ایک مسلمان سپاہی حباس بن قیس ایسی جاں بازی سے لڑے کہ پاؤں کٹ گیا مگر انہیں پتا ہی نہ چلا۔غرض اللہ تعالیٰ نے اس اہم ترین جنگ میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح سے ہم کنار کیا۔

اس جنگ میں رومیوں کے ستّر ہزار یا ایک لاکھ سپاہی مارے گئے۔مسلمانوں کی طرف سے تین ہزار کا نقصان ہوا۔قیصر کو انطاکیہ میں شکست کی خبر ملی تو وہ اسی وقت قسطنطنیہ روانہ ہو گیا۔حضرت عمرؓ کو فتح کی خوش خبری پہنچی تو دفعتاً سجدے میں گر گئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس جنگ کی تفاصیل بیان فرمائی ہیں۔ آپؓ کو تاریخ پر بڑا عبور حاصل تھا اور آپؓ کا خیال تھا کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ سے پوچھ کر ٹیکس وغیرہ عیسائی شہریوں کو واپس کیا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت عکرمہؓ اور ان کے بارہ ساتھیوں کے ایثار کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب جنگ کے بعد پانی پلانے والا شخص ان کے پاس پہنچا تو ان سپاہیوں میں ابھی زندگی کی ہلکی سی رمق باقی تھی۔ ان میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ میرے دوسرے ساتھی کو پہلے پانی پلاؤ اور یوں وہ سب بنا پانی پیے ہی شہادت کا مقام پا گئے۔

حضورِ انور نے خطبے کے آخر میں فرمایا کہ یہ ذکر ابھی چل رہا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی بیان ہو گا۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27؍اگست 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

اللہ اپنا حکم نافذ کرنے والا ہے اور اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو نمودار کرے گا...... تم اپنی حالت میں کوئی تغیر و تبدل نہ کرنا ورنہ اللہ تمہیں تمہارے علاوہ لوگوں سے بدل دے گا...... مجھے اس وقت امت مسلمہ کی تباہی اور بربادی کا صرف تمہی سے اندیشہ ہے (حضرت عمر فاروقؓ)

آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

جنگِ رَے، فتحِ قُومِیس، آذربائیجان، خُرَاسان، اِصطخر، فَسَا اور دارِ ابجرد، کرمان، سِجِستان، مکران اور آرمینیا کی مصالحت کا تذکرہ

ٹرکش انٹرنیٹ ریڈیو کے افتتاح کا اعلان

چار مرحومین مکرم محمد المختار قِبطہ صاحب آف مراکش، مکرم محمود احمد صاحب سابق خادم مسجد اقصیٰ و مسجد مبارک قادیان، محترمہ سودہ صاحبہ اہلیہ عبدالرحمٰن صاحب آف کیرالہ انڈیا اور محترمہ سعیدہ مجید صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالمجید صاحب آف فیصل آباد کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات کا ذکر چل رہا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک جنگ ہوئی جسے

جنگ رَے

کہتے ہیں۔ رَے ایک مشہور شہر ہے جو پہاڑوں کی سرزمین ہے۔ یہ نیشاپور سے 480 میل کے فاصلے پر اور قَزْوِین سے 51 میل کے فاصلے پر ہے۔ رَے کے رہنے والے کو رازی کہتے ہیں۔ مشہور مفسر قرآن حضرت امام فخر الدین رازیؒ رَے کے رہنے والے تھے۔ رَے کا حاکم سِیَاوَخْش بِن مِہْرَان بِن بَہْرَام شُوبِیْن تھا۔ اس نے دُنْبَاوَنْد، طَبَرِسْتَان، قُومِس اور جُرْجَانْ والوں کو اپنی امداد کے لیے بلایا اور ان کو کہا کہ مسلمان رَے پر حملہ آور ہیں۔ تم ان کے مقابلے کے لیے جمع ہو جاؤ ورنہ پھر الگ الگ تم ان کے سامنے کبھی نہ ٹھہر سکو گے۔ چنانچہ ان علاقوں کی امدادی افواج بھی رَے میں جمع ہو گئیں۔ ابھی یہ مسلمان جو تھے رَے کے راستے میں ہی تھے کہ ایک ایرانی سردار اَبُوالْفَرُخَان زَیْنَبِی مصالحانہ طور پر مسلمانوں سے آملا جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ اس کی رَے کے حاکم سے لگتی تھی۔ لشکر جب رَے پہنچا تو دشمن کی تعداد اور اسلامی لشکر کی تعداد میں کوئی مناسبت نہیں تھی۔ یہ صورت دیکھ کر زَیْنَبِ نے نُعَیْم کو کہا کہ آپ میرے ساتھ کچھ شہسوار بھیجیے مَیں خفیہ راستے سے شہر کے اندر جاتا ہوں، آپ باہر سے حملہ آور ہوں اور شہر فتح ہو جائے گا۔ چنانچہ رات کے وقت نُعَیْم بن مُقَرِّن نے اپنے بھتیجے مُنْذِرْ بِن عَمْرو کی سرکردگی میں رسالے کا کچھ حصہ زینبی کے ہمراہ بھیج دیا اور ادھر باہر سے لشکر لے کر خود شہر پر حملہ آور ہوئے۔ جنگ شروع ہو گئی۔ دشمن نے بڑی ثابت قدمی سے حملہ کا جواب دیا مگر جب اپنی پشت سے ان مسلمانوں کے نعروں کی آواز سنی جو زینبی کے ہمراہ شہر کے اندر داخل ہو گئے تھے تو ہمت ہار دی اور شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ شہر والوں کو تحریراً امان دے دی گئی اور جو امان دی اس کے الفاظ اس طرح ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ تحریر ہے جو نُعَیْم بن مُقَرِّن، زَیْنَبِی کو دیتے ہیں۔ وہ باشندگان رَے اور باہر کے باشندوں کو جو ان کے ساتھ ہیں امان دیتے ہیں اس شرط پر کہ ہر بالغ سالانہ حسب طاقت جزیہ دے اور یہ کہ وہ خیر خواہی کرے۔ راستہ بتائیں اور خیانت اور دھوکا بازی نہ کریں اور ایک دن رات مسلمانوں کی میزبانی کریں اور ان کی تعظیم کریں۔ جو مسلمانوں کو گالی دے گا سزا پائے گا اور جو اس پر حملہ کرے گا مستوجب قتل ہو گا۔ بہرحال یہ تحریر ہو کر گواہی ڈالی گئی۔

(مقالہ ’تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 170 تا 172)

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۵۳۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۲ء)

(معجم البلدان جلد ۱ صفحہ ۵۱۱ جلد ۳ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

پھر

فتحِ قُومِیس اور جُرْجَانْ

ہے۔ یہ بائیس ہجری کی ہیں۔ رَے کی فتح کی خوشخبری حضرت عمرؓ کے پاس قاصد لے کر پہنچا تو آپ نے نعیم بن مقرن کو لکھا کہ اپنے بھائی سُوَیْد بن مُقَرِّن کو قُومِیس کی فتح کے لیے بھیج دو۔ یہ شہر رے اور نیشاپور کے درمیان طَبَرِسْتَان کے پہاڑی سلسلہ کے آخری حصہ پر واقع تھا۔ قُومِیس والوں نے کوئی مزاحمت نہ کی اور سُوَیْد نے ان لوگوں کے لیے امان اور صلح کی تحریر لکھ دی۔ اس کے ساتھ ہی جُرْجَان جو طَبَرِسْتَان اور خُرَاسَان کے درمیان ایک بڑا شہر تھا اور طَبَرِسْتَان کے لوگوں نے بھی سُوَیْد کی طرف اپنے لوگ بھیجے اور انہوں نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔ سُوَیْد نے سب علاقے کے لوگوں کے لیے امان اور صلح کی تحریر لکھ کر دے دی۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ ۴۳۲ دار المعرفہ بیروت ۲۰۰۷ء)

کوئی مذہب کی بات نہیں ہوئی۔ جنہوں نے صلح کی ان کے ساتھ صلح کر لی گئی۔ پھر

فتحِ آذر بائیجان

ہے۔ یہ بھی بائیس ہجری کی ہے۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے آذر بائیجان کی مہم کا جھنڈا عُتْبَہ بن فَرْقَدْ اور بُکَیر بن عبداللہ کو دیا گیا تھا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے ہدایت کی تھی کہ دونوں الگ الگ اطراف سے حملہ آور ہوں۔ بُکَیر بن عبداللہ لشکر لے کر بڑھے اور جَرْمِیْذَانْ کے قریب رستم کا بھائی اِسْفَنْدِیَاذ بن فَرُّخْزَاذ جو وَاجْرُوْذ کے معرکہ میں شکست کھا کر بھاگا تھا مقابلہ کے لیے نکلا۔ یہ بُکَیر کا آذربائیجان میں پہلا معرکہ تھا۔ لڑائی ہوئی۔ دشمن کو شکست ہوئی اور اِسْفَنْدِیَاذْ گرفتار ہو گیا۔ اِسْفَنْدِیَاذْ نے اسلامی سالار بُکَیر سے پوچھا کہ آپ صلح پسند کرتے ہیں یا جنگ؟ بُکَیر نے جواب دیا کہ صلح۔ وہ بولا تو پھر آپ مجھے اپنے پاس ہی رکھیں۔ اپنی قید میں لے لیا ہے تو اپنی قید میں رکھو۔ جب تک میں ان لوگوں کا نمائندہ بن کر آپ سے صلح نہ کروں گا یہ لوگ کبھی مصالحت نہیں کریں گے۔ جنگ لڑتے رہیں گے جبکہ اردگرد کے پہاڑوں میں منتشر ہو جائیں گے یا یہ لوگ قلعوں میں محصور ہو جائیں گے۔ بُکَیر نے اِسْفَنْدِیَاذْ کو اپنے پاس ہی رکھا۔ آہستہ آہستہ اَور علاقہ ان کے زیر اقتدار آتا چلا گیا۔ عُتبہ بن فَرْقَدْ نے دوسری جانب سے

حملہ کیا۔ اسفندیاذ کا بھائی بَہْرَام ان کے راستے میں حائل ہوا مگر لڑائی کے بعد شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اسفندیاذ نے جب یہ خبر سنی تو کہنے لگا کہ اب لڑائی کی آگ بجھ گئی اور صلح کا وقت آ گیا۔ چنانچہ اس نے صلح کر لی اور آذربائیجان کے باشندوں نے اس کا ساتھ دیا اور یہ صلح نامہ لکھا گیا۔ اس کے الفاظ یہ تھے جو بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتا ہے۔ یہ تحریر ہے جو امیر المومنین عمر بن خطاب کے عامل عُتْبَہ بن فَرْقَد آذربائیجان کے باشندوں کو دیتے ہیں۔ آذربائیجان کے میدانی علاقے اور پہاڑی علاقے اور سرحدی اور کناروں کے علاقے کے رہنے والوں اور تمام مذاہب والوں کے لیے یہ تحریر ہے۔ ان سب کو امان ہے اپنے نفوس کے لیے، اپنے اموال کے لیے، اپنے مذاہب کے لیے، اپنی شریعتوں کے لیے اس شرط پر کہ وہ جزیہ ادا کریں اپنی طاقت کے مطابق۔ جو بھی ان کی طاقت ہے اس کے مطابق جزیہ ادا کریں۔ لیکن جزیہ نہ بچے پر ہو گا نہ عورت پر، نہ لمبے بیمار پر جو ایک مستقل بیمار ہے جس کے پاس مال نہیں، نہ اس عابد گوشہ نشین پر جس کے پاس کچھ مال نہیں اور یہ یہاں کے باشندوں کے لیے بھی ہے اور ان کے لیے بھی جو باہر سے آ کر ان کے ساتھ آباد ہو جائیں۔ آئندہ آنے والوں اور وہاں آباد ہونے والوں کے لیے بھی ہے۔ ان کے ذمہ اسلامی لشکر کی ایک دن رات مہمان نوازی ہے اور اس کو راستہ بتانا ہے۔ اگر کسی سے کوئی فوجی خدمت لی جائے گی تو اس سے جزیہ ساقط کر دیا جائے گا۔ جو یہاں قیام کرے اس کے لیے یہ شرائط ہیں اور جو یہاں سے باہر جانا چاہے وہ امن میں ہے حتی کہ اپنے امن کے مقام پر چلا جائے۔ یہ تحریر جُنْدُبْ نے لکھی اور اس کے گواہ ہیں بُکَیر بن عبداللہ اور سِمَاكُ بِن خَرَشَہ۔

(مقالہ ’تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 176 تا 179)

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۵۳۹-۵۴۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۲ء)

آرمینیا کی مصالحت

کے بارے میں لکھا ہے کہ آذربائیجان کی فتح کے بعد بُکَیر بن عبداللہ آرمینیا کی طرف بڑھے۔ ان کی امداد کے لیے حضرت عمرؓ نے ایک لشکر سُرَاقَہ بن مالِک بن عَمرو کی سرکردگی میں بھجوایا اور اس مہم میں سپہ سالار اعلیٰ بھی سُرَاقَہ کو مقرر کیا اور ہراول دستوں کی کمان عبدالرحمٰن بن رَبِیْعَہ کو دی۔ ایک بازو کا افسر حُذَیْفَہ بن اُسَیْد غِفَارِی کو بنایا اور یہ حکم دیا کہ جب یہ لشکر بُکَیر بن عبداللہ کے لشکر سے جو آرمینیا کی طرف روانہ تھا جا ملے تو دوسرے بازو کی کمان بکیر بن عبداللہ کے سپرد کی جائے۔ یہ لشکر روانہ ہوا اور ہراول دستوں کے افسر عبدالرحمٰن بن رَبِیعہ سرعت سے نقل و حرکت کرتے ہوئے بُکَیر بن عبداللہ کے لشکر سے آگے نکل کر بَابْ مقام کے قریب جا پہنچے جہاں شَہْرَبَرَاز حاکمِ آرمینیا مقیم تھا۔ یہ شخص ایرانی تھا۔ اس نے خط لکھ کر عبدالرحمٰن سے امان حاصل کی اور عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایرانی تھا اور آرمینیوں سے اسے نفرت تھی۔ اس نے عبدالرحمٰن کے پاس صلح کی پیشکش کی اور کہا کہ مجھ سے جزیہ نہ لیا جائے۔ میں حسب ضرورت فوجی امداد دیا کروں گا۔ یہاں یہ ایک اَور طرز کا معاہدہ ہو رہا ہے۔ خود آ گیا ہے۔ صلح کر لی تو جزیہ نہ لیا جائے۔ میں مدد کرتا ہوں، فوجی مدد کروں گا۔ سراقہ نے یہ تجویز منظور کر لی اور بغیر جنگ کے آرمینیا پر قبضہ ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں جب اس قسم کی صلح کی رپورٹ کی گئی تو نہ صرف یہ کہ آپ نے اسے منظور کر لیا بلکہ بڑی مسرت اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت سُراقَہ نے جو تحریر صلح کی دی وہ یہ تھی کہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ تحریر ہے جو امیر المومنین عمر بن خطاب کے گورنر سراقہ بن عمرو نے شَہْرَبَرَاز اور آرمینیا اور اَرْمَنْ کے باشندوں کو دی ہے وہ انہیں امان دیتے ہیں ان کی جانوں پر، اموال پر اور مذہب پر کہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ وہ حملے کی صورت میں فوجی خدمت سرانجام دیں گے اور ہر اہم کام میں جب حاکم مناسب سمجھے مدد دیں گے اور جزیہ ان پر نہیں لگایا جائے گا بلکہ فوجی خدمت جزیہ کے بدلے میں ہو گی۔ مگر جو فوجی خدمت نہ دیں ان پر اہل آذربائیجان کی طرح جزیہ ہے اور راستہ بتانا ہے اور پورے ایک دن کی میزبانی ہے لیکن اگر ان سے فوجی خدمت لی جائے گی تو جزیہ نہ لیا جائے گا۔ اگر فوجی خدمت نہ لی جائے گی تو جزیہ لگایا جائے گا۔ پھر اس کے بھی گواہ ہیں عبدالرحمٰن بن رَبِیعَہ اور سَلْمَان بن رَبِیعہ، بُکَیر بن عبداللہ۔ یہ تحریر جو ہے مَرْضِی بن مُقَرِّن نے لکھی اور یہ بھی گواہ ہیں۔

اس کے بعد سراقہ نے آرمینیا کے اردگرد کے پہاڑوں کی طرف افواج بھیجنا شروع کیں۔ چنانچہ بکیر بن عبداللہ، حبیب بن مَسْلَمَہ، حُذَیْفَہ بن اُسَید اور سَلْمَان بن رَبِیعہ کی سرکردگی میں ان پہاڑوں کی طرف افواج روانہ ہوئیں۔ بکیر بن عبداللہ کو مُوْقَان بھیجا گیا۔ حبیب کو تَفْلِیْس کی طرف روانہ کیا اور حُذَیفہ بن اُسَید کو لَانْ کے پہاڑوں میں رہنے والوں کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ سراقہ کی ان افواج میں نمایاں کامیابی بکیر بن عبداللہ کو ہوئی۔ انہیں مُوْقَان بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے موقان کے باشندوں کو امن کی تحریر دے دی اور یہ تحریر یوں تھی جو بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتی ہے۔ یہ وہ تحریر ہے جو بکیر بن عبداللہ نے قبج کے پہاڑوں میں اہلِ مُوْقَان کو دی ہے۔ ان کو امان ہے ان کی جانوں پر، ان کے مالوں پر، ان کے مذہب پر، ان کی شریعتوں پر اس شرط پر کہ وہ جزیہ دیں جو ہر بالغ پر ایک دینار یا اس کی قیمت ہے۔ ہر جگہ یہ جو معاہدے ہو رہے ہیں وہاں مذہب پہ آزادی ہے، شریعت کی آزادی ہے۔ جو الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام نے مذہب تلوار سے پھیلایا، کسی کو نہیں کہا گیا کہ زبردستی اسلام لاؤ۔ اور خیر خواہی کریں اور مسلمانوں کو راستہ دکھائیں اور ایک دن رات کی میزبانی کریں۔ ان کے لیے امان ہو گی جب تک وہ اس عہد نامے پر قائم رہیں اور خیر خواہ رہیں اور ہمارے ذمہ ان سے وفاداری ہے۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔ اللہ مددگار ہے لیکن اگر وہ اس عہد کو ترک کر دیں اور کوئی فریب ان سے سرزد ہو تو ان کی امان باقی نہ ہو گی مگر یہ کہ وہ دھوکا کرنے والوں کو حکومت کے سپرد کر دیں ورنہ وہ بھی ان کے شریک سمجھے جائیں گے۔ اس کے بھی گواہ مقرر تھے۔ چار پانچ گواہوں نے دستخط کیے۔

(مقالہ ’تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 180 تا 184)

پھر

فتح خُرَاسَان

ہے جو بائیس ہجری میں ہوئی۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ جنگ جَلُوْلَاء کے بعد بادشاہِ ایران یَزْدَجَرد رَے پہنچا۔ وہاں کے حاکم آبَانْ جَاذَوَیْہ نے یَزْدَجَرد پر حملہ کر دیا اور یَزْدَجَرد کی مہر پر قبضہ کر کے اپنی مرضی کی دستاویز تیار کر لیں اور پھر وہ انگوٹھی اسے واپس کر دی۔ پھر آبان حضرت سعدؓ کے پاس آیا اور وہ تمام چیزیں واپس کر دیں جو تحریری طور پر لکھی ہوئی تھیں۔ یعنی جو دستاویز تیار کی گئی تھیں وہ انہیں دے دیں۔ یَزْدَجَرد رَے سے اصفہان کی طرف روانہ ہوا۔ آبَان کو یَزْدَجَرد کا وہاں قیام پسند نہ آیا۔ اس لیے یَزْدَجَرد کو کَرْمَان کی طرف روانہ ہونا پڑا۔ مقدس آگ اس کے ساتھ تھی۔ یہ لوگ آگ پرست تھے تو آگ کو ساتھ لیے پھرتے تھے۔ جو ان کی مقدس آگ تھی وہ اس کے ساتھ تھی۔ پھر اس نے خُرَاسَان کا ارادہ کیا اور مَرْو میں آ کر مقیم ہو گیا۔ مقدس آگ کو وہاں روشن کر دیا اور اس کے لیے آتش کدہ تعمیر کروایا اور باغ لگوایا جو مَرْو سے دو فرسخ یعنی چھ میل کے فاصلے پر تھا۔ یہاں آ کر وہ امن و امان سے رہنے لگا۔ غیر مفتوحہ علاقوں کے اہل عجم سے خط و کتابت کی اور راہ و رسم بڑھانے لگا یہاں تک کہ وہ سب اس کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے۔ نیز اس نے مفتوحہ علاقوں کے اہلِ فارِس کو اور ھُرْمُزَان کو بھی ورغلایا۔ چنانچہ اس ورغلانے کے نتیجہ میں انہوں نے مسلمانوں سے اپنے وفا کے بندھن توڑ ڈالے اور بغاوت کر دی۔ نیز اہلِ جِبَال اور اہلِ فِیْرُوزَان نے بھی ان کی دیکھا دیکھی معاہدے توڑ دیے اور بغاوت کر دی۔ جِبَال جو ہے یہ عراق میں ایک معروف علاقے کا نام ہے جو اَصْبَہان سے لے کر زَنْجَان، قَزْوِین، ھَمَذَان، رَے وغیرہ شہروں پر مشتمل ہے۔ فِیْرُوزَان اَصْبَہَان کی ایک بستی کا نام ہے۔ بہرحال ان وجوہات کی بنا پر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ وہ ایران کے علاقوں میں پیش قدمی کر کے اس کے اندر گھس جائیں۔ چنانچہ اہل کوفہ اور اہل بصرہ روانہ ہوئے اور انہوں نے ان کی سرزمین پر پہنچ کر زبردست حملے شروع کر دیے۔ اَحْنَف بن قیس خُرَاسَان کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں انہوں نے مِہْرجَان قَذَقْ پر قبضہ کر لیا۔ مِہْرجَان قَذَقْ جو ہے یہ حُلْوَان سے لے کر ھَمَذَان تک پہاڑوں کے درمیان کا ایک وسیع علاقہ ہے جو کئی شہروں اور بستیوں پر مشتمل تھا۔ پھر مزید آگے بڑھتے ہوئے اَصْبَہان کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت اہل کوفہ ’’جَیّ‘‘ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ جَیّ بھی اَصْبَہان کے نواح میں ایک قدیم شہر کا نام تھا جو آج کل تقریباً ویران ہے۔ عجم میں اس کو شَہْرِسْتَان کہا جاتا ہے۔ اس لیے وہ طَبَسَانْ کے راستے خُرَاسَان میں داخل ہوئے اور ھَرَاتْ پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ طَبَسَانْ ایک نواحی قصبہ ہے جو نیشاپور اور اَصْبَہان کے درمیان واقع ہے۔ فارس

میں اسے مفرد کے طور پر طَبَس پڑھتے ہیں۔ ھَرَاتْ، خُرَاسَان کے مشہور شہروں میں سے ایک عظیم اور مشہور شہر ہے۔ انہوں نے وہاں صُحار بِنْ فُلَاں عَبْدِی کو اپنا جانشین بنایا اور پھر مزید آگے بڑھتے ہوئے مَرْوشَاہِ جہَاں کی طرف روانہ ہوئے۔ مَرْوشَاہِ جہَاں خُرَاسَان کے شہروں اور قصبوں میں سب سے مشہور ہے۔ یہ نیشاپور سے 210 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس دوران درمیان میں کسی سے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ اس لیے نیشاپور کی طرف مُطَرِّفْ بن عبداللہ بن شِخِّیْر کو بھیجا اور سَرْخَسْ کی طرف حَارِث بن حسان کو روانہ کیا۔ سَرْخَسْ بھی خُرَاسَان کے نواح میں ایک پرانا اور بڑا شہر ہے جو نیشاپور اور مَرْو کے درمیان واقع ہے۔ بہرحال جب اَحْنَف بن قیس مَرْوشَاہِ جہَاں کے قریب پہنچا تو یَزْدَجَرد مَرْورُوْذ چلا گیا اور وہاں رہنے لگا۔ مَرْورُوْذ جو ہے اس کا یہ نام اس لیے ہے کہ مَرْو اس سفید پتھر کو کہتے ہیں جس میں آگ جلائی جاتی ہے۔ نہ وہ سیاہ ہوتا ہے اور نہ سرخ اور رُوذ فارسی میں دریا کو کہتے ہیں گویا یہ دریا کا مَرْو ہوا۔ یہ مَرْوشَاہِ جہَاں سے پانچ دن کی مسافت پر ایک بہت بڑے دریا پر واقع ہے۔ اَحْنَف بن قیس مَرْوشَاہِ جہَاں میں فروکش ہو گئے۔ یَزْدَجَرد نے مَرْورُوْذ پہنچنے کے بعد خوف کے مارے مختلف حاکموں کے پاس امداد کی درخواست کی۔ اس نے خَاقَانْ سے بھی امداد کی درخواست کی۔ شَاہِ صُغْد کو بھی تحریر کیا کہ فوج کے ذریعہ اس کی مدد کی جائے۔ صُغْد وہ علاقہ ہے جس میں سمرقند اور بُخَارا وغیرہ واقع ہیں۔ نیز اس نے شہنشاہ چین سے بھی امداد کی درخواست کی۔ اَحْنَف بن قیس نے مَرْوشَاہِ جہَاں پر حَارِثَہ بن نعمان بَاھِلِی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اس عرصہ میں کوفہ کی فوجیں ان کے چاروں سرداروں کی قیادت میں اَحْنَف بن قیس کے پاس پہنچ گئیں۔ جب تمام فوجیں مَرْوشَاہِ جہَاں آ گئیں تو اَحْنَف بن قیس نے مَرْوشَاہِ جہَاں سے مَرْورُوْذ کی طرف فوج کشی کی۔ جب یَزْدَجَرد کو یہ خبر ملی تو وہ بَلْخ کی طرف روانہ ہوگیا۔ بَلْخ بھی دریائے جِیْحُوْن کے قریب خُرَاسَان کا ایک خوبصورت شہر تھا چنانچہ اَحْنَف بن قیس مَرْورُوْذ میں مقیم ہو گئے۔ جب کوفہ کی فوجیں براہ راست بَلْخ روانہ ہوگئیں تو پھر اَحْنَف بن قیس بھی ان کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ بالآخر بَلْخ میں اہل کوفہ کی افواج اور یَزْدَجَرد کی افواج کا سامنا ہوا اور فریقین کے درمیان مقابلہ ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے یَزْدَجَرد کو مات دے دی اور وہ ایرانیوں کو لے کر دریا کی طرف روانہ ہوا اور دریا پار کر کے بھاگ گیا۔ اتنے میں اَحْنَف بن قیس بھی کوفہ کی فوجوں کے ساتھ آ ملے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں بَلْخ کو فتح کرا دیا۔ اس لیے بَلْخ اہل کوفہ کی فتوحات میں شامل تھا۔ اس کے بعد خُرَاسَان کے وہ باشندے جو بھاگ گئے تھے یا قلعہ بند ہو گئے تھے اور نیشاپور سے لے کر طَخَارِسْتَان کے باشندے سب صلح کے لیے آنے لگے۔ طَخَارِسْتَان: یہ جو علاقہ ہے یہ بہت سے شہروں پر مشتمل ہے اور یہ خُرَاسَان کے نواح میں ہے۔ اس کا سب سے بڑا شہر طَالِقَانْ ہے۔ اس کے بعد اَحْنَف بن قیس واپس مَرْورُوْذ چلے گئے اور وہاں رہنے لگے۔ البتہ رِبعی بن عامر جو عرب کے شرفاء میں سے تھے ان کو طَخَارِسْتَان میں اپنا جانشین بنایا۔ اَحْنَف بن قیس نے حضرت عمرؓ کو فتح خُرَاسَان کی خبر لکھ کر بھجوائی۔ فتح خُرَاسَان کی خبر سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں چاہتا تھا کہ ان کے خلاف کوئی لشکر نہ بھیجا جاتا اور میری خواہش تھی کہ ان کے اور ہمارے درمیان آگ کا سمندر حائل ہوتا۔ یہ کہتے ہیں جی زمینوں پہ قبضہ کرنا چاہتے تھے، ملکوں پہ قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ کی یہ خواہش تھی کہ میں فوج نہیں بھیجنا چاہتا تھا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی یہ بات سن کے فرمایا۔ اے امیر المومنین! آپؓ یہ بات کیوں فرماتے ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے باشندے تین مرتبہ عہد شکنی کریں گے اور معاہدہ کو توڑیں گے اور تیسری مرتبہ ان کو مغلوب کرنے کی ضرورت ہو گی۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس فتح خُرَاسَان کی خبر پہنچی تو وہ فرمانے لگے مَیں چاہتا ہوں کہ ہمارے اور ان کے درمیان آگ کا سمندر حائل ہوتا۔ اس بات پر حضرت علیؓ نے فرمایا اے امیر المومنین! یہ تو خوشی کا مقام ہے۔ آپؓ کو کیا پریشانی ہے؟ فتح ہوگیا اور آپ کہتے ہیں روک پیدا ہو جاتی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں خوشی کی بات ہے مگر پریشان اس بات پر ہوں کہ یہ لوگ تین مرتبہ عہد شکنی کریں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع ہوئی کہ اَحْنَف بن قیس کا مَرْو کے دونوں شہروں پر قبضہ ہو گیا ہے اور انہوں نے بَلْخ بھی فتح کر لیا ہے تو آپ نے فرمایا اَحْنَف بن قیس اہلِ مشرق کے سردار ہیں۔ پھر اَحْنَف بن قیس کو یہ تحریر کیا کہ تم دریا عبور نہ کرنا بلکہ تم اس سے پہلے کے علاقے میں مقیم رہو۔ جن خصوصیات کے ساتھ تم خُرَاسَان میں داخل ہوئے تھے آئندہ بھی تم ان عادات پر قائم رہنا۔ اس طرح فتح و نصرت ہمیشہ تمہارے قدم چومے گی البتہ تم دریا کو عبور کرنے سے پرہیز کرو ورنہ تم نقصان اٹھاؤ گے۔

(تاریخ طبری مترجم جلد 3 حصہ اول صفحہ 183 تا 185، دار الاشاعت کراچی 2003ء)

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۵۴۶ - ۵۴۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۲ء)

(معجم البلدان جلد جلد ۲ صفحہ ۲۶، ۱۰۵ جلد ۳ صفحہ ۴۵۱، ۲۵۰، ۳۰۷، ۱۹۱، ۲۵۲ جلد ۴ صفحہ ۳۴۷، ۴۷۱، ۲۵۳ دار الاحیاء التراث العربی بیروت)

یَزْدَجَرد نے پہلے اپنے ہمسایہ ممالک کو مدد کے لیے بلایا تھا۔ اس وقت تو ان ممالک نے کوئی خاص امداد نہیں کی مگر اب یزدجرد خود اپنی مملکت سے بھاگ کر ان کے پاس مدد کا طالب ہوا اور ان ممالک سے مدد حاصل کر کے دوبارہ اپنا ملک فتح کرنے کا قصد کیا۔ ترک سردار خَاقَان نے اس کا ساتھ دیا اور بَلْخ میں اپنی فوج لے کر آ گیا۔ بَلْخ دریائے جِیْحُوْن کے قریب خُرَاسَان کا ایک خوبصورت شہر تھا۔ مسلمان بیس ہزار کی تعداد میں تھے۔ اَحْنَف نے ترک شہسواروں کے تین فوجی قتل کر دیے جس سے ترک سردار خَاقَان بدشگونی لیتا ہوا واپس چلا گیا۔ چین کے شہنشاہ نے مسلمانوں کے حالات و واقعات سننے کے بعد یَزْدَجَرد کو لکھا کہ تمہارے قاصد نے مسلمانوں کی جو صفات بیان کی ہیں میرے خیال میں اگر وہ پہاڑ سے بھی ٹکرا جائیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں اور اگر مَیں تمہاری مدد کے لیے آؤں تو جب تک وہ یعنی مسلمان ان اوصاف پر قائم ہیں جو تمہارے قاصد نے مجھے بتائے ہیں کہ یہ اوصاف ہیں تو وہ میرا تخت بھی چھین لیں گے اور میں ان کا کچھ بگاڑ نہ سکوں گا اس لیے تم ان سے مصالحت کر لو۔ یَزْدَجَرد پھر مختلف شہروں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں قتل ہوا۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ ۴۳۳ تا ۴۳۵ دار المعرفہ بیروت ۲۰۰۷ء)

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۵۴۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۲ء)

اَحْنَف بن قیس نے فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور ان سے خطاب فرمایا۔ فتح کے متعلق تحریر حضرت عمرؓ کے ارشاد پر پڑھ کر سنائی گئی۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے اور اس ہدایت کا ذکر فرمایا ہے جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا تھا۔ اور اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں سے جلد ثواب اور دنیا و آخرت میں دیر سے بھلائی کے ملنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ (التوبۃ:33) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ وہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ تمام حمد اللہ کے لیے ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اپنے لشکر کی مدد کی۔ سنو! اللہ نے مجوسی بادشاہت کو ہلاک کر دیا اور ان کے اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اپنی حکومت کی ایک بالشت زمین بھی اب ان کی ملکیت میں باقی نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو نقصان پہنچا سکیں۔ سنو! اللہ نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے اموال اور ان کے بیٹوں کا وارث بنا دیا ہے تا کہ وہ دیکھے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تمہاری طرح بہت سی قومیں فوجی طاقت کی مالک تھیں۔ حضرت عمرؓ مسلمانوں کو نصیحت فرما رہے ہیں۔ اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تمہاری طرح بہت سی قومیں فوجی طاقت کی مالک تھیں اور گذشتہ زمانے کی بہت سی مہذب قومیں دور دراز کے ممالک میں قابض ہو گئی تھیں۔ اللہ اپنا حکم نافذ کرنے والا ہے اور اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو نمودار کرے گا۔ تم لوگ اس کے احکامات کو نفاذ کرانے کے لیے ایسے شخص کی پیروی کرو جو تمہارے لیے اس کے عہد کو پورا کرے اور تمہارے لیے خدائی وعدے کو پورا کر کے دکھائے۔ تم اپنی حالت میں کوئی تغیر و تبدل نہ کرنا ورنہ اللہ تمہیں تمہارے علاوہ لوگوں سے بدل دے گا۔ اگر بدل دو گے اپنے دین کو بھول جاؤ گے، جو احکامات ہیں ان پر عمل نہیں کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا۔ پھر فرمایا: مجھے اس وقت امت مسلمہ کی تباہی اور بربادی کا صرف تمہی سے

اندیشہ ہے۔ مجھے یہ خطرہ نہیں کہ دشمن مسلم امہ کو تباہ کرے گا بلکہ مسلمانوں کی مسلم امہ کی تباہی و بربادی کا صرف تمہی مسلمانوں سے ہی اندیشہ ہے اور خوف ہے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۵۴۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۲ء)

(تاریخ طبری مترجم جلد 3 حصہ اول صفحہ 190 دارالاشاعت کراچی 2003ء)

اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہی بات سچ ثابت ہو رہی ہے۔ مسلمان ہی مسلمان کی گردنیں مار رہا ہے۔ ان کو ختم کر رہا ہے۔ ایک دوسرے پہ حملے کر رہا ہے۔ ملک ملک پہ چڑھائی کر رہے ہیں اور کہنے کو یہ جہاد ہے لیکن مسلمان مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے۔

فتح اِصْطَخر

اِصْطَخر فارس کا مرکزی شہر تھا۔ یہ ساسانی بادشاہوں کا قدیم مرکزی اور مقدس مقام تھا۔ یہاں پر ان کا قدیم آتش کدہ بھی تھا جس کی نگرانی خود شہنشاہِ ایران کرتا تھا۔ حضرت عثمان بن ابوالعاص نے اِصْطَخر کے مقام کا ارادہ کرتے ہوئے اس کی طرف پیش قدمی کی اور اہل اِصْطَخر کے ساتھ جُور کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے وہاں ان کے ساتھ بھرپور جنگ لڑی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل جُور کے مقابلے پر فتح عطا کی اور مسلمانوں نے اِصْطَخر بھی فتح کر لیا۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا گیا اور بہت سے لوگ بھاگ گئے۔ حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے کافروں کو جزیہ ادا کرنے اور ذمی رعایا بننے کی دعوت دی۔ چنانچہ انہوں نے ان سے خط و کتابت کی اور حضرت عثمان بن ابوالعاص بھی ان سے نامہ و پیام کرتے رہے۔ آخر کار ان کے حاکم ھُرمُز نے اس پیشکش کو قبول کر لیا اور جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ جو لوگ فتح اِصْطَخر کے وقت بھاگ گئے تھے یا الگ ہو گئے تھے سب جزیہ ادا کرنے کی شرط کے ساتھ دوبارہ امن کی جگہ پہ واپس آ گئے۔ دشمن کی شکست کے بعد حضرت عثمان بن ابوالعاص نے سب مال غنیمت جمع کیا اور اس کا خُمس نکال کر امیرالمومنین حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا اور باقی حصہ مسلمانوں میں تقسیم کی غرض سے رکھ لیا اور تمام مسلمان فوجوں کو لوٹ مار سے روک دیا اور چھینی ہوئی چیزوں کو واپس کرنے کا حکم دیا۔ جو کچھ لوگوں سے چھینا تھا سپہ سالار نے کہا کہ سب واپس کرو۔ پھر حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے تمام لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا ہمارا معاملہ ہمیشہ بامِ عروج پر رہے گا اور ہم تمام مصائب سے محفوظ رہیں گے جب تک کہ ہم چوری اور خیانت نہ کریں۔ جب ہم مال غنیمت میں خیانت کرنے لگیں گے اور یہ ناپسندیدہ باتیں ہمارے اندر نظر آئیں گی تو یہ برے کام ہماری اکثریت کو لے ڈوبیں گے۔ خیانت کرو گے، چوری کرو گے تو پھر یہی باتیں تمہیں لے ڈوبیں گی اور آج کل کے مسلمانوں میں یہی کچھ ہمیں نظر آ رہا ہے۔ آپس میں ہی لوٹ مار ہے یا جہاں بھی جاتے ہیں وہاں لوٹ مار ہے، بددیانتی ہے اور انہی بداخلاقیوں نے ان کو بالکل ہی کسی کام کا نہیں چھوڑا اور ہر جگہ دنیا میں بدنام ہو رہے ہیں۔

حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے فتح کے دن فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو انہیں ہر قسم کی برائیوں سے بچاتا ہے اور ان کے اندر امانت اور دیانت داری کی خصوصیات پیدا فرما دیتا ہے۔ اس لیے تم امانتوں کی حفاظت کرو کیونکہ تم سے اپنے دین و مذہب کی جو چیز سب سے پہلے چھوٹے گی وہ ہے امانت۔ اور جب تمہارے اندر سے دیانت داری جاتی رہے گی تو روزانہ کوئی نہ کوئی نیکی تمہارے اندر سے جاتی رہے گی۔ دیانتداری گئی تو نیکیاں بھی ختم ہونی شروع ہو جائیں گی۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت کے آخری زمانے اور حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کے پہلے سال

شَہْرَکْ نے بغاوت کر دی

اور اس نے اہل فارس کو ورغلایا اور ان کو بھڑکانے کے نتیجہ میں اہل فارس نے عہد شکنی کی۔ حضرت عثمان بن ابوالعاص کو ان کی سرکوبی کے لیے دوبارہ بھجوایا گیا اور پیچھے سے حضرت عبداللہ بن مَعْمَرؓ اور شِبْل بن مَعْبَد بَجَلِی کی معیت میں امدادی فوج بھیجی گئی۔ ان کا فارس کے مقام پر دشمن سے سخت مقابلہ ہوا جس میں شَہْرَکْ اور اس کا بیٹا مارا گیا اور اس کے علاوہ بہت سے لوگوں کو بھی قتل کیا گیا اور شَہْرَکْ کو حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ کے بھائی حَکَم بن ابوالعاص نے قتل کیا۔

(تاریخ طبری مترجم جلد سوم حصہ اول صفحہ 192-193 دارالاشاعت کراچی 2003ء)

ایک روایت کے مطابق حضرت عَلاء بن حَضْرَمِی ؓ نے سترہ ہجری میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں پہلی مرتبہ اِصْطَخر کو فتح کیا تھا۔ اس کے باشندوں نے صلح کے بعد بدعہدی کی جس کے نتیجہ میں بغاوت پھیل گئی۔ اس کی سرکوبی کے لیے حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے اپنے بیٹے اور بھائی کو بھیجا جنہوں نے بغاوت دور کی اور اِصْطَخر کے امیر کو قتل کر دیا جس کا نام شَہْرَکْ تھا۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از صلابی صفحہ ۴۳۶ دارالمعرفہ بیروت ۲۰۰۷ء)

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۳۸۲-۳۸۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۶ء)

فَسَا اور دَارَابْجِرْد

حضرت سارِیَہ بن زُنَیمؓ کو حضرت عمرؓ نے فَسَا اور دَارَابْجِرْد شہر کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ 23ہجری کا واقعہ ہے۔ فَسَا فارس کا ایک قدیم شہر تھا جو شیراز سے 216 میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ دَارَابْجِرْد فارس کا ایک وسیع علاقہ ہے جس میں فَسَا اور دیگر شہر تھے۔ دلائل النبوۃ میں روایت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک لشکر حضرت سارِیَہؓ کی سرکردگی میں روانہ فرمایا۔ ایک دن جبکہ حضرت عمرؓ خطاب کر رہے تھے کہ اچانک اونچی آواز میں کہنے لگے یَا سَارِیَۃ الْجَبَلَ۔ اے سارِیَہ! پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ تاریخ طبری میں ہے حضرت عمرؓ نے حضرت سارِیَہ بن زُنَیمؓ کو فَسَا اور دَارَابْجِرْد کے علاقے کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ اس پر انہوں نے اپنے حمایتی لوگوں کو اپنی مدد کے لیے بلایا تو وہ مسلمان لشکر کے مقابلے کے لیے صحرا میں اکٹھے ہو گئے اور جب ان کی تعداد زیادہ ہو گئی تو انہوں نے ہر طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ حضرت عمرؓ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے فرمایا یَا سَارِیَۃَ بْنَ زُنَیْمٍ! اَلْجَبَلَ اَلْجَبَلَ۔ یعنی اے سارِیَہ بن زُنَیم! پہاڑ پہاڑ۔ مسلمان لشکر جس جگہ پر مقیم تھا اس کے قریب ہی ایک پہاڑ تھا۔ اگر وہ اس کی پناہ لیتے تو دشمن صرف ایک طرف سے حملہ آور ہو سکتا تھا۔ پس انہوں نے پہاڑ کی جانب پناہ لے لی۔ اس کے بعد انہوں نے جنگ کی اور دشمن کو شکست دی اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ اس مال غنیمت میں جواہرات کا ایک صندوقچہ بھی تھا جسے مسلمان لشکر نے باہمی اتفاق رائے سے حضرت عمرؓ کے لیے ہبہ کر دیا۔ حضرت سارِیَہؓ نے اس صندوقچے کے ساتھ اور فتح کی خوشخبری کے ساتھ ایک ایلچی کو حضرت عمرؓ کی طرف بھجوایا۔ جب وہ ایلچی مدینہ پہنچا تو اس وقت حضرت عمرؓ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے اور آپؓ کے ہاتھ میں وہ عصا تھا جس کے ذریعہ وہ اونٹوں کو ہنکایا کرتے تھے۔ اس قاصد نے حضرت عمرؓ سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت عمرؓ نے اسے کھانے پہ بٹھا دیا۔ چنانچہ وہ کھانے پر بیٹھ گیا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو حضرت عمرؓ جانے لگے۔ وہ شخص پھر کھڑے ہو کر ان کے پیچھے پیچھے جانے لگا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر گمان کیا کہ اس شخص کا پیٹ ابھی نہیں بھرا۔ لہٰذا جب آپؓ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو فرمایا اندر آ جاؤ اور آپؓ نے نانبائی کو حکم دیا کہ دسترخوان پر کھانا لائے۔ چنانچہ کھانا لایا گیا جو روٹی اور زیتون اور نمک پر مشتمل تھا۔ پھر آپؓ نے اس شخص سے فرمایا کھاؤ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو اس شخص نے کہا اے امیرالمومنینؓ! میں سارِیَہ بن زُنَیم کا ایلچی ہوں۔ آپؓ نے فرمایا خوش آمدید۔ پھر وہ آپؓ کے قریب آیا یہاں تک کہ اس کا گھٹنا حضرت عمرؓ کے گھٹنے سے چھونے لگا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اس سے مسلمانوں کے بارے میں پوچھا۔ پھر سارِیَہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے آپؓ کو بتایا۔ پھر اس نے صندوقچے کا حال بیان کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کی طرف دیکھا اور بلند آواز سے فرمایا: نہیں۔ اس میں کوئی عزت والی بات نہیں ہے۔ اس لشکر کے پاس جاؤ اور اسے ان کے درمیان تقسیم کرو۔ یہ جو اہرات جو مجھے بھیجے ہیں یہ لشکر کو ہی تقسیم کر دو۔ اس نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنینؓ! میرا اونٹ لاغر ہو گیا ہے اور میں نے انعام کی توقع پر قرض بھی لیا تھا۔ پس آپ مجھے اتنا دیں جس سے میں ان کی تلافی کر سکوں۔ وہ اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اس کے اونٹ کے بدلے صدقے کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ اسے دیا اور اس کا اونٹ لے کر صدقے کے اونٹوں میں شامل کیا اور وہ ایلچی معتوب اور محروم ہوتے ہوئے بصرہ پہنچا اور حضرت عمرؓ کے حکم پر عمل کیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب قاصد فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ آیا تو اہل مدینہ نے اس سے سارِیَہ کے بارے میں پوچھا اور فتح کے بارے میں اور یہ کہ کیا جنگ کے دن مسلمانوں نے کوئی آواز سنی تھی؟ اس نے

کہا کہ ہاں ہم نے سنا تھا یَا سَارِیَۃ اَلْجَبَل۔یعنی اے سَارِیَہ پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔اس وقت قریب تھا کہ ہم ہلاک ہو جاتے۔ پس ہم نے پہاڑ کی طرف پناہ لی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔

(تاریخ طبری مترجم جلد 3حصہ اول صفحہ 194 تا 196 دار الاشاعت کراچی 2003ء)

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۵۵۳-۵۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۲ء)

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۶ صفحہ ۳۷۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۲ء)

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از صلابی صفحہ ۴۳۶ دار المرفہ بیروت ۲۰۰۷ء)

(معجم البلدان جلد ۲ صفحہ ۲۷۳، جلد ۳ صفحہ ۴۳۴ دار الاحیاء التراث العربی بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ان کی خلافت کے ایام میں وہ منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بے اختیار ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ یَا سَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ، یَا سَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ۔ یعنی اے سَارِیَہ! پہاڑ پر چڑھ جا۔ اے سَارِیَہ! پہاڑ پر چڑھ جا۔ چونکہ یہ فقرات بے تعلق تھے لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ آپؓ نے یہ کیا کہا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا کہ ایک جگہ سَارِیَہ جو اسلامی لشکر کے ایک جرنیل تھے کھڑے ہیں اور دشمن ان کے عقب سے اس طرح حملہ آور ہے کہ قریب ہے کہ اسلامی لشکر تباہ ہو جائے۔ اس وقت میں نے دیکھا تو پاس ایک پہاڑ تھا کہ جس پر چڑھ کر وہ دشمن کے حملہ سے بچ سکتے تھے۔ اس لیے میں نے ان کو آواز دی کہ وہ اس پہاڑ پر چڑھ جاویں۔ ابھی زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ سَارِیَہ کی طرف سے بعینہٖ اسی مضمون کی اطلاع آئی اور انہوں نے یہ بھی لکھا کہ اس وقت ایک آواز آئی جو حضرت عمرؓ کی آواز سے مشابہ تھی جس نے ہمیں خطرہ سے آگاہ کیا اور ہم پہاڑ پر چڑھ کر دشمن کے حملہ سے بچ گئے۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ’’اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی زبان اس وقت ان کے اپنے قابو سے نکل گئی تھی اور اس قادرِ مطلق ہستی کے قبضہ میں تھی جس کے لئے فاصلہ اور دوری کوئی شئے ہے ہی نہیں۔‘‘

(تقدیر الٰہی، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 575)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس بارے میں فرماتے ہیں۔ ’’ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ الزام کہ صحابہ کرام سے ایسے الہام ثابت نہیں ہوئے بالکل بے جا اور غلط ہے کیونکہ احادیث صحیحہ کے رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الہامات اور خوارق بکثرت ثابت ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سَارِیَہ کے لشکر کی خطرناک حالت سے باعلام الٰہی مطلع ہو جانا جس کو بیہقی نے ابنِ عمر سے روایت کیا ہے اگر الہام نہیں تھا تو اَور کیا تھا اور پھر انکی یہ آواز کہ یَا سَارِیَہ اَلْجَبَلَ اَلْجَبَلَ۔ مدینہ میں بیٹھے ہوئے مونہہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرتِ غیبی سے سَارِیَہ اور اس کے لشکر کو دور دراز مسافت سے سنائی دینا اگر خوارق عادت نہیں تھی تو اَور کیا چیز تھی۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 653-654 حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)

پھر

فتح کَرْمَان

کا ذکر ہے جو 23 ہجری میں ہوئی۔حضرت سُہَیل بن عَدِی کے ہاتھوں کَرْمَان فتح ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن بُدَیل کے ہاتھوں فتح ہوا۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از صلابی صفحہ ۴۳۶ دار المعرفہ بیروت ۲۰۰۷ء)

حضرت سُہَیلؓ کے ہراول دستے پر نُسَیر بن عَمْرو عِجلّی تھے۔ ان کے مقابلے کے لیے اہل کرمان جمع ہو گئے۔ وہ اپنی سرزمین کے قریب علاقے میں جنگ کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں منتشر کر دیا اور مسلمانوں نے ان کا راستہ روک لیا۔نُسَیر نے ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا۔ اسی طرح حضرت سُہَیل بن عدیؓ نے دیہاتیوں کے دستے کے ذریعہ دشمن کے راستے کو جِیرَفْت مقام تک روک لیا۔ حضرت عبداللہ بھی شِیر کے راستے وہاں پہنچے اور حسب منشا اس مقام پر انہیں بہت سارے اونٹ بھیڑ بکریاں ملیں تو انہوں نے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کی قیمت لگائی۔ ان کی قیمت میں عرب کے اونٹوں سے بڑے ہونے کے باعث ان میں اختلاف پیدا ہوا۔ چنانچہ اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے اس کے بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھا گیا۔حضرت عمرؓ نے ان کی طرف لکھا کہ عربی اونٹ کی گوشت کے مطابق قیمت لگائی جاتی ہے اور یہ اونٹ بھی اسی کی مانند ہیں۔ اگر وہ تمہاری رائے کے مطابق بڑھ کر ہے تو اس کی قیمت میں اضافہ کر دو۔ جو مال ہاتھ آیا تھا اس کے مطابق اس کے جانوروں کی قیمت لگائی جا رہی ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں حضرت عبداللہ بن بُدَیْل بن وَرْقَاء خُزَاعِی نے کرمان کو فتح کیا۔ پھر فتح کرمان کے بعد وہ طَبَسَیْن آئے۔ پھر وہاں سے حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے طَبَسَیْن کو فتح کر لیا ہے۔ آپ مجھے یہ دونوں علاقے جاگیر میں دے دیں۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ دونوں علاقے ان کو جاگیر میں دینے کا ارادہ کیا تو کسی نے آپ سے کہا کہ یہ دونوں علاقے بہت بڑے اضلاع ہیں اور خُرَاسَان کے دروازے ہیں۔ اس پر آپ نے ان کو یہ دونوں علاقے جاگیر میں دینے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

(تاریخ طبری مترجم جلد سوم حصہ اول صفحہ 196-197 دار الاشاعت کراچی 2003ء)

فتح سَجِسْتَان،

یہ بھی 23/ہجری کی ہے۔ سَجِسْتَان خُرَاسَان سے بڑا علاقہ ہے اور اس کی سرحدیں دور دراز علاقوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ علاقہ سندھ اور دریائے بَلْخ کے درمیان تھا۔ اس کی سرحدیں بہت دشوار گزار تھیں اور آبادی بھی بہت زیادہ تھی۔ اس سَجِسْتَان کو ایرانی سِیْستَان بھی کہا جاتا ہے یا ایرانی لوگ اس کو سِیْستَان کہتے ہیں۔مشہور ایرانی پہلوان رستم اسی علاقے کا رہنے والا تھا۔ یہ کرمان کے شمال میں واقع تھا اس کا صدر مقام زَرَنْج تھا۔ قدیم زمانے میں یہ بہت بڑا علاقہ تھا اور حضرت معاویہؓ کے زمانے میں یہ بہت اہم علاقہ تھا۔ یہاں کے لوگ قندھار ترک اور دوسری قوموں سے جنگ کرتے رہتے تھے۔ عاصم بن عَمرو نے سَجِسْتَان کا رخ کیا اور عبداللہ بن نُمَیر بھی فوج لے کر اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اہل سَجِسْتَان سے ان کے قریبی علاقے میں مقابلہ ہوا اور مسلمانوں نے انہیں شکست دی اور اہل سَجِسْتَان بھاگ گئے۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور زَرَنْج مقام پر ان کا محاصرہ کر لیا گیا اور ساتھ ساتھ مسلمان جہاں جہاں ممکن ہوا مختلف علاقوں کو بھی فتح کرتے گئے۔ بالآخر اہل سَجِسْتَان نے زَرَنْج اور دیگر مفتوحہ علاقوں کے بارے میں مصالحت کر لی اور باقاعدہ مسلمانوں سے معاہدہ منظور کرایا اور اپنے صلح نامہ میں یہ شرط منظور کرا لی کہ ان کے جنگل محفوظ چراگاہوں کی طرح سمجھے جائیں گے۔ اس لیے جب مسلمان وہاں سے گزرتے تھے تو ان کے جنگلوں سے بچ کر نکلتے تھے کہ وہ کہیں انہیں نقصان پہنچا کر عہد شکنی کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ اس حد تک مسلمان احتیاط کرتے تھے۔ بہرحال اہل سَجِسْتَان خراج دینے پر راضی ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری کو قبول کر لیا۔

(تاریخ طبری مترجم جلد سوم حصہ اول صفحہ 197 دار الاشاعت کراچی 2003ء)

فتح مُکْرَان،

یہ بھی 23/ہجری کی ہے۔ حَکَم بن عَمْرو کے ہاتھوں مُکْرَان (آج کل اسے مَکران کہا جاتا ہے۔ پرانی تاریخوں میں مُکران لکھا ہوا ہے، یہ) فتح ہوا۔ لیکن پھر شِہَابْ بِن مُخَارِقْ، سُہَیل بِن عَدِی اور عبداللہ بن عبداللہ بھی لشکروں سمیت ان کے ساتھ مل گئے تھے۔مسلمانوں نے سندھ کے بادشاہ کے خلاف متحد ہو کر جنگ کی اور اسے شکست دی۔حکم بن عمرو نے صُحَار عَبدِی کے ہاتھ فتح کی خبر اور مالِ غنیمت بھیجا اور مالِ غنیمت میں حاصل شدہ ہاتھیوں کے بارے میں ہدایت طلب کی۔ جب حضرت عمرؓ کو فتح کی بشارت پہنچی تو حضرت عمرؓ نے اس سے مکران کی زمین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا اے امیر المومنینؓ! اس کے نرم میدانوں کی زمین بھی پہاڑوں کی طرح سخت ہے اور وہاں پانی کی سخت قلت ہے۔ اس کے پھل خراب ہیں اور وہاں کے دشمن بہت دلیر ہیں اور وہاں بھلائی کے مقابلے میں برائی بہت زیادہ ہے۔ وہاں کثیر تعداد بھی تھوڑی معلوم ہوتی ہے اور قلیل تعداد ضائع ہو جاتی ہے اور اس کا پچھلا حصہ تو اس سے بھی بدتر ہے۔حضرت عمرؓ نے اس کے اس اندازِ گفتگو پہ فرمایا کہ کیا تم قافیہ پیمائی کر رہے ہو یا واقعی صورتِ حال کی خبر دے رہے ہو۔ اس نے اس پر کہا کہ میں صحیح خبر آپؓ تک پہنچا رہا ہوں۔ اس پر آپؓ نے فرمایا کہ اگر تم صحیح بتلا رہے ہو تو بخدا میرا لشکر وہاں حملہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ آپؓ نے حَکَم بن عمرو اور حضرت سُہَیل کو یہ حکم تحریر فرمایا اور یہ حکم تحریر فرما کر روانہ کیا کہ تم دونوں کے لشکروں میں سے کوئی بھی مکران سے آگے پیش قدمی نہ کرے اور دریا کے اس پار کے علاقے تک محدود رہے۔ نیز آپؓ نے یہ بھی حکم دیا کہ ہاتھیوں کو اسلامی سرزمین پر ہی فروخت کر دیا جائے اور اس سے حاصل ہونے والے مال کو مسلمان لشکروں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(تاریخ طبری مترجم جلد سوم حصہ اول صفحہ 198-199 دار الاشاعت کراچی 2003ء)

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۵۵۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۲ء)

اس جنگ کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ طبری سے لی گئی ہیں۔ اس جنگ کی بابت علامہ شبلی نے ایک نوٹ بھی دیا ہے کہ فتوحات فاروقی کی اخیر حد یہی مکران ہے لیکن یہ طبری کا بیان ہے۔ مؤرخ بلاذری کی روایت ہے کہ دیبل کے نشیبی علاقوں اور تھانہ تک فوجیں آئیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو حضرت عمرؓ کے عہد میں اسلام کا قدم سندھ و ہند میں بھی آچکا تھا۔ نیز وہ حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ آج کل مکران کا نصف حصہ بلوچستان کہلاتا ہے۔ اگرچہ مورخ بلاذری فتوحاتِ فاروقی کی حد سندھ کے شہر دیبل تک لکھتا ہے مگر طبری نے مکران کو ہی اخیر حد قرار دیا ہے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی صفحہ 157 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی 2004ء)

تو بہرحال یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کا ذکر ابھی چل رہا ہے۔ ابھی آئندہ بھی بیان ہو گا۔

جمعہ کے بعد میں ایک

ٹرکش انٹرنیٹ ریڈیو کا افتتاح

کروں گا۔ اس ریڈیو چینل کا نام اسلام احمدیتین سیسی (Islam Ahmediyetin Sesi) یعنی صدائے اسلام احمدیت ہے جو الحمد للہ اب چوبیس گھنٹے کی نشریات کے لیے تیار ہے۔ یہ ریڈیو دنیا بھر میں ٹیبلٹ اور سمارٹ فون اور لیپ ٹاپ وغیرہ پر ایک لنک کے ذریعہ سنا جا سکے گا۔ چار گھنٹے پر مشتمل ایک پیکیج (package) کو چھ دفعہ دن میں repeat کیا جائے گا۔ اس پیکیج میں ایک گھنٹہ تلاوت مع ترکی ترجمہ۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، کلام الامام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، ترکی زبان میں میرے خطبات کا ترجمہ نیز ایک مجلس سوال و جواب بھی نشر ہوا کرے گی۔ دنیا کے بیس ممالک سے زائد ممالک تبلیغی اور تربیتی مقاصد کے لیے اس ریڈیو سے استفادہ کر سکیں گے۔ تبلیغی میدان میں بھی اور تربیتی مقاصد کے لیے بھی ان شاء اللہ اس ریڈیو سے استفادہ ہو گا مثلاً آذربائیجان ہے، جارجیا ہے، یہ ترکی زبان بولنے والے ملک ہیں۔ کئی سابقہ روسی ریاستیں ہیں جہاں ترکی زبان بولی جاتی ہے۔ اسی طرح ملک ترکی اور وہ سبھی یورپین ممالک جن میں ترک آباد ہیں ان نشریات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس ریڈیو کی تیاری کی توفیق شعبہ تبلیغ جرمنی کو ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے اور اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس کو بابرکت فرمائے۔ اس کو ابھی میں جمعہ کی نماز کے بعد لانچ کروں گا۔

بعض غائب جنازے ہیں ان کو مَیں جمعہ کے بعد ادا کروں گا۔ ساتھ یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے پیارے عزیز طالع کا جنازہ ابھی پہنچا نہیں ہے۔ شاید چند دن لگ جائیں تو جب آئے گا تو اس کے بعد نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی ان شاء اللہ اور پھر وہاں اس کا ذکر بھی ان شاء اللہ ہو گا۔ جو

جنازہ غائب

آج میں نے پڑھنے ہیں ان میں پہلا مکرم محمد المختار قِبطَہ صاحب کا ہے جو مراکش کے تھے۔ 73 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے 2009ء میں بیعت کی۔ بہت مخلص احمدی تھے۔ بیعت کے بعد جماعت کی خدمت اور احمدیت کی تبلیغ میں ہر وقت لگے رہتے تھے۔ معاشرے میں غلط عقائد کی درستی میں انہوں نے بہت کردار ادا کیا ہے۔

ان کا علاقہ مغربی مراکش کا تھا۔ وہاں کے صدر صاحب لکھتے ہیں کہ مرحوم ریٹائرڈ فوجی تھے۔ پڑھے لکھے تھے۔ عربی کے علاوہ فرانسیسی اور سپینش زبانوں کے ماہر تھے۔ حمامة البشریٰ پڑھ کر جلد ہی بیعت کر لی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو بھی بڑے شوق اور محبت سے کم از کم دو بار پڑھا۔ پھر تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا پھر اس کی کاپیاں کروا کر اور جلد بنوا کر احمدیوں میں تقسیم کیں۔ کہتے ہیں جب ہمارے علاقے میں نظام جماعت قائم ہوا تو انہوں نے جماعتی خدمت کے لیے زندگی وقف کر دی اور مختلف جماعتوں کے دورے کیے۔ مالی قربانیوں میں بھی پیش پیش رہے۔ کبھی بھی انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آج میں مصروف ہوں یا یہ خدمت نہیں کر سکتا۔ بڑے پختہ عزم کے مالک تھے جو کہ نوجوانوں میں بھی نہیں ملتا۔ پھر لکھتے ہیں کہ نظام خلافت کی کامل اور فوری اطاعت کرتے تھے تبلیغ کا بڑا جوش تھا۔ گاڑی، بس، ریل اور دکان میں ہر چھوٹے بڑے کو تبلیغ کرتے۔ خاندان میں ہر ایک کو پیغام حق پہنچایا۔ مرحوم نماز تہجد میں باقاعدہ تھے۔ ہر سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔ وہ دعائیں بھی جو میری طرف سے بتائی گئی تھیں اور جوبلی کی دعائیں بھی وہ ہمیشہ پڑھتے تھے۔ روزانہ پانچ سے دس احزاب تلاوت قرآن کریم کرتے رہتے تھے۔ چلتے ہوئے قرآن کریم یاد کرتے تھے، دہرائی کرتے رہتے تھے اور بعض دفعہ رستے میں چلتے ہوئے تلاوت قرآن میں اتنے مصروف ہوتے کہ اِدھر اُدھر کے ماحول سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ گویا قرآن کریم سے تو انہیں ایک عشق تھا بلکہ بعض تو کہتے ہیں کہ رات کو سوتے ہوئے بھی ان کے منہ سے قرآن کریم کی آیات پڑھنے کی آوازیں آتی تھیں۔ مرحوم نے نو سال تک مغربی مراکش میں بطور نائب صدر جماعت اور صدر انصار اللہ اور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کی اہلیہ بھی بہت مخلص اور موصیہ ہیں۔

اگلا ذکر محمود احمد صاحب سابق خادم مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک قادیان کا ہے جو 74 سال کی عمر میں گذشتہ دنوں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم مخدوم حسین صاحب آف بیلگام کے بیٹے تھے جو کہ صوبہ کرناٹک سے ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔ 28 سال تک انہوں نے مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں خادم مسجد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ تہجد گزار اور دعاگو انسان تھے۔ مسجد کے ساتھ ان کا خاص لگاؤ تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اگلا ذکر سودہ صاحبہ اہلیہ عبدالرحمٰن صاحب کیرالہ انڈیا کا ہے۔ 22 جولائی کو 76 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ شمس الدین صاحب مالاباری مبلغ انچارج کبابیر کی والدہ تھیں۔ شمس الدین صاحب کہتے ہیں کہ خاکسار کی والدہ صاحبہ وی ٹی محمد صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں جو ضلع پالکھاٹ اور مضافات کے سب سے پہلے احمدی تھے جنہوں نے 1937ء میں بیعت کی توفیق پائی۔ پھر لمبے عرصہ تک دشمنوں کی طرف سے شدید مظالم کا سامنا کرتے رہے۔ کہتے ہیں اسی بائیکاٹ کے دوران کہ جب والدہ ڈیڑھ سال کی تھیں تو اس وقت ان کی والدہ، خاکسار کی نانی اور ان کی بڑی بیٹی کی وفات ہو گئی۔ وفات کے بعد دشمنوں نے نانی کو دفنانے بھی نہیں دیا جس پر چالیس کلومیٹر دور شہر کے عام قبرستان میں انہیں دفنانا پڑا۔ کہتے ہیں نانا اپنی کمسن بچی کے ساتھ ہجرت کر گئے۔ اس طرح والدہ بچپن سے ہی طرح طرح کی ابتلاؤں میں سے گزرتی رہیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور موصیہ تھیں۔ ہمدردیٔ خلق ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہر پریشان حال شخص کے لیے دعائیں کرنا اور اگر سامنے ہو تو اس کی مدد کرنا آپ کی عادت تھی۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں اور ان کے پوتے بھی واقف زندگی ہیں اور ایک بیٹے مبلغ ہیں جو باہر تھے۔ جنازے پہ حاضر بھی نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر سعیدہ مجید صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالمجید صاحب فیصل آباد کا ہے۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات 86 سال کی عمر میں ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے بیٹے شیخ وحید صاحب کہتے ہیں ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا حضرت برکت علی قادیانی صاحبؓ کے ذریعہ سے ہوا۔ آپ کے دادا اور دادی دونوں کو یہ اعزاز ملا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ سعیدہ مجید صاحبہ نے لمبا عرصہ جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ شروع میں صدر حلقہ اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے اور پھر 1982ء سے لجنہ اماء اللہ ضلع فیصل آباد کی تشکیل نو ہونے پر سیکرٹری مال کے عہدے پر سات سال فائز رہیں۔ بہت محنت سے بیاسی مجالس میں باقاعدگی سے دورہ جات کر کے ہر مجلس میں عہدیداران کے کام کی نگرانی کرتی رہیں۔ شعبہ مال کے ریکارڈ اور چندہ جات کی بروقت آمد اور ترسیل پر خصوصی نظر رکھتی تھیں۔ ان کی ضلع کی سابقہ صدر بشریٰ سمیع صاحبہ ہیں وہ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ جماعتی دورے سے واپسی پر ڈاکوؤں نے گاڑی کو روکا۔ انہوں نے جلدی سے پرس جس میں چندے کے پیسے تھے وہ پیروں میں گرا دیا تا کہ چندہ محفوظ رہے اور اپنا زیور چھن جانے کی ذرا پروا نہیں کی۔ باقی زیور ڈاکوؤں نے ان سے اتروا لیا لیکن چندے کے پیسے بچ گئے اور اس بات پر بڑی خوش تھیں کہ چندے کے پیسے بچ گئے۔ وفات سے چند ماہ قبل جو بھی زیور ان کے پاس تھا وہ سارا جماعتی تحریکات میں پیش کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا کئی بار مطالعہ کیا۔ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت میں بڑھی ہوئی، دعاگو، متوکل علی اللہ تھیں۔ خلافت سے بہت محبت اور عشق کا تعلق تھا۔ اپنے بیٹوں، بہوؤں اور پوتوں پوتیوں کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور خلیفہ وقت کے لیے دعا کرنے اور خلیفہ وقت کے خطبات سننے کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ آٹھ بیٹے اور متعدد پوتے پوتیاں اور پڑپوتے پڑپوتیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد ان کا نماز جنازہ غائب ادا کروں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 17 ستمبر 2021ء)

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ

(آلِ عمران:194)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔

یہ قرآنِ مجید کی رحم و بخشش اور انجام بخیر کی پیاری دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو متعدد بار اس دعا کی تحریک فرمائی ہے۔آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآنی دعا کا وارث بنائے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ (آل عمران:194) کہ اے ہمارے ربّ ہمارے گناہ بخش اور ہم سے برائیاں دور کر دے۔ ہماری ساری برائیوں کو اس طرح ڈھانپ دے جیسا ہم نے کبھی کی ہی نہیں تھیں۔ وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔ ہمیں ان میں شمار کر جن پر تیرے پیار کی نظر پڑتی ہے اور ہم تیرا پیار حاصل کرنے والے بنیں اور ہم ہمیشہ تیری ستّاری سے حصہ پاتے چلے جانے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(خطبہ جمعہ 3/ اپریل 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

درخواستِ دعا

- مکرم عبدالہادی قریشی۔سیرالیون سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خاکسار کا بھانجا عزیزم منیف احمد (وقف نو، عمر ساڑھے گیارہ سال) ابن مکرم خرم بشیر گزشتہ چند ماہ سے آنتوں کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہے۔ ابتدائی علاج کے بعد اللہ کے فضل سے روبصحت ہے لیکن ابھی ایک آپریشن باقی ہے جس کے لئے دوبارہ ہسپتال داخل ہوں گے اور آپریشن ہوگا۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد مکمل صحت سے نوازے، ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے اور صحت و سلامتی والی لمبی فعال زندگی سے نوازے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایڈیٹر کے نام خط

خاکسار نے پیارے عزیزم سید طالع احمد کی شہادت پر اپنی طرف سے اور تمام کارکنان و قارئین الفضل کی طرف سے قرار دادِ تعزیت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کی تھی۔ جو الفضل مورخہ 4 ستمبر 2021ء کے شمارے میں شائع بھی ہوئی تھی۔ پیارے حضور کی طرف سے درج ذیل خط جوابی طور پر موصول ہوا جو قارئین اور کارکنان کی خدمت میں پیش ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد و نصلی علیٰ رسولہ الکریم علیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ

05.09.21

مکرم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے عزیزم سید طالع احمد کی وفات پر اپنی طرف سے اور کارکنان الفضل کی طرف سے افسوس کا اظہار کیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ عزیزم طالع بڑا محنتی، وفادار اور خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والا بہت پیارا بچہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ایسے وفا شعار خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے وجود جماعت کو آئندہ بھی عطا فرماتا رہے۔ اللہ ہر آن آپ سب کا حامی و ناصر ہو آمین۔

والسلام

خاکسار

دستخط (مرزا مسرور احمد)

خلیفۃ المسیح الخامس

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اطاعت امام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے بیٹھ جاؤ۔ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ۔‘‘

(انوارالعلوم جلد 14 صفحہ 515-516)

مرسلہ: سعیدہ خانم۔ سیسکاٹون کینیڈا

20 ستمبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	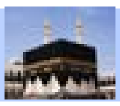	04:53	18:19
مدینہ منورہ	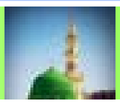	04:51	18:20
قادیان	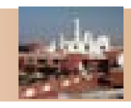	04:54	18:28
ربوہ		04:34	18:08
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:17	19:06